⊙ ڈاکٹر آئی کت کشمیر
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو، انقرہ یونیورسٹی، انقرہ (ترکی)

غیر ملکی زبان کے طور پر اُردو کی تدریس میں روانی سے پڑھنا، یاد رکھنا اور بھولنا

Abstract:

Developments in other disciplines in the field of education bring the search for new ideas to reach information, learn to learn, and use what has been learned in necessary situations in Urdu language education as a Foreign Language .Education programs around the world need to be renewed within the framework of new student-centered approaches. It is important for students to be active in the learning process, to have the right skills and to keep up with the information age. Reading and reading comprehension, as well as remembering and memory studies are one of the basic issues to be considered in Urdu Language.Literary texts in Urdu have an important role in the teaching and learning process in terms of cultural learning/country knowledge. So why is it important? The concept of "cultural, literary text" refers to the norms and values of a community and points to their common identity. In this case, literary text analysis (tale, poem, short story, etc.) used in foreign language teaching contributes to the development of the student's learning strategy as a tool of cultural memory.

Keywords:

Foreign Language, Urdu, Memory, Reminiscence, Reading Habit

مادری زبان افراد کے درمیان باہمی رابطے اور تبادلہ خیالات کے ایک موثر ذریعے کے طور پر معاشرتی زندگی کے تسلسل کو برقرار رکھنے میں نہایت اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ایک فرد اپنی پیدائش سے ہی مادری زبان کا سامنا کرتا ہے اور وقت کے ساتھ خاندان اور اردگرد کے ماحول کے اثر میں ذاتی نشوونما کے دوران مادری زبان سیکھتا ہے جو اس کے

لاشعور کا ایک حصہ بن جاتی ہے۔ اس طرح اس لاشعوری نظام کے تحت فطری طور پر لوگوں کے درمیان باہمی تبادلہ خیالات کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ غیر ملکی زبان کی تعلیم کا سب سے اہم مقصد یہ ہے کہ طالب علم اس زبان کو اپنی مادری زبان کی جیسی قابلیت کے ساتھ استعمال کر سکیں۔ اس موقع پر کسی فرد کی غیر ملکی زبان میں پڑھنے، سمجھنے اور روانی سے بول چال کی قابلیت کا اہم کردار سامنے آتا ہے۔ اردو زبان سے بطور ایک نئی زبان متعارف ہونے والے کسی فرد کے لئے اس زبان کو اپنانے اور اس میں پختہ کار ہونے کی صلاحیت اس بات پر منحصر کرتی ہے کہ وہ اس زبان سے کتنے عرصہ سے رابطے میں ہے۔ جب طلبا پہلی بار اردو زبان سے شناسا ہوتے ہیں تو انہیں ایسا لگتا ہے کہ ان کے پاس زبان کے قواعد وضوابط کی ایک لمبی فہرست ہے اور بوجھنے کے لئے ایک پہیلی۔ بہر حال کسی بھی غیر ملکی زبان کی تعلیم کے دوران یہ ایک بہت عام اور ممکنہ صورتحال ہے۔ ایک اور معمول کی صورتحال یہ ہے کہ طلبہ میں اردو زبان سیکھنے کی خواہش کے ساتھ ساتھ ایک غیر محسوس اضطراب اور خوف بھی پایا جاتا ہے۔ اس صورتحال کو سگمنڈ فرائڈ کے بیان کردہ نظریہ مافوقیت کے ساتھ واضح کیا جا سکتا ہے جس کے مطابق بعض اوقات نفسیاتی طور پر کوئی چیز غیر معروف یا معمہ خیز محسوس ہونے کی بجائے حیرت انگیز طور پر جانی پہچانی لگتی ہے۔ اسی طرح اردو زبان سیکھنے کے ابتدائی مرحلے میں بھی کچھ طلباء کو ایسے ہی خوف اور اضطراب، حیرت اور پریشانی جیسے منفی جذبات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ کسی بھی غیر ملکی فرد کے لئے اردو زبان کا عجیب اور غیر معروف محسوس ہونا ایک غیر ملکی زبان کے الفاظ و معانی کے پیچیدہ نظام کی وجہ سے ہو سکتا ہے کیونکہ ہر غیر ملکی زبان ایک نامعلوم میدان علم کی طرح ہوتی ہے:

> ''کسی زبان کے بارے میں خدشات کا تعلق طلباء کے اس زبان کے سیکھنے میں درپیش منفی جذباتی ردعمل سے ہے۔''
>
> ''ایسے طلبہ جو کسی نئی زبان کو دل سے نہیں اپناتے وہ بعض اوقات سیکھنے کے عمل کے دوران اپنے ذہن کو لاشعوری طور پر بند کر سکتے ہیں اور اس زبان کے خلاف ایک غیر محسوس نفسیاتی دفاع پیدا کر سکتے ہیں۔''(۱)

Uncertainties sometimes turn into myths ڈاکٹر علی کوچکلر myths کے بارے میں بحث کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ:

> ''یہ قدیم انسانی معاشروں میں جنم لینے والی ایسی کہانیاں ہیں جو زندگی اور کائنات کے مختلف پہلوؤں کو سمجھنے اور دنیا میں پائے جانے والے ناقابل فہم قدرتی واقعات کی تشریح کے لئے بیان کی جاتی ہیں۔''(۲)

یہ ایک مکمل نفسیاتی معاملہ ہے۔

یہیں سے کسی نئی سیکھی جانے والی زبان کے بھول جانے کا عمل شروع ہوتا ہے جو طالب علم کی عدم توجہ اور غیر دلچسپی سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ یاداشت کے تصور کو تشکیل دینے والے دو اہم پہلو، یاد رکھنا اور بھول جانا دراصل انسانی یادداشت کی حیاتیاتی اور نفسیاتی جہتوں کی وضاحت کرتے ہیں۔ یاد رکھنے اور بھول جانے کے عوامل کا بغور جائزہ لینے پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ درحقیقت یاداشت یا حافظہ کے دو اہم ترین پہلو ہیں۔ ترکی اور اردو زبان کی لغات

میں یادداشت کی تعریف اشارات، علامات اور تاثرات کو جمع کرنے اور محفوظ رکھنے کی دماغی صلاحیت اور قابلیت کے طور پر کی جاتی ہے(۳)۔اس کا مترادف لفظ حافظ ''حفظ'' سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے محفوظ کرنا، رکھنا، پکڑنا، ذخیرہ والی جگہ۔یعنی ایک لحاظ سے حافظہ کسی فرد کا اپنے تجربات، طرزِ عمل کے نمونے اور علم کو ذخیرہ کرنے اور پھر دوبارہ مناسب وقت اور جگہ پر استعمال کرنے کا ایک ذہنی عمل ہے۔

یاد کرنے کے عمل میں ہم حاصل شدہ معلومات کو اپنے جذبات واحساست کی مناسبت سے وقتی اور دیرپا طور پر استعمال کرتے ہیں۔اس دوران مختلف اقسام کی یادداشت تشکیل پاتی ہے: قلیل مدتی اور طویل مدتی یادداشت۔قلیل مدتی یادداشت کی حد مختصر دورانیہ پر مشتمل ہوتی ہے جو زیادہ دیرپا نہیں ہوتی۔دوسری طرف، طویل مدتی یادداشت کئی دن اور ماہ وسال کا احاطہ کرتی ہے اور مواد اور دائرہ کار کے لحاظ سے اس کو محدود نہیں کیا جاسکتا ہے۔اس کے مشمولات کے مطابق اس کو انٹروورٹیڈ (اندرون کردہ) اور ایکسٹروورٹڈ (بیرون کردہ) یادداشت کے طور پر درجہ بند کیا گیا ہے(۴)۔

کسی فرد کے تجربات اس کے ذہن میں حاصل کردہ علم اور مہارت کے مطابق مختلف طریقوں سے محفوظ ہوتے ہیں۔ اکسٹروورٹ (بیرون کردہ) یادداشت ضمنی اور اصطلاحی یادداشت ہوتی ہے۔ضمنی یادداشت انفرادی تجربات اور سوانح عمری کے واقعات پر مشتمل ہوتی ہے۔اصطلاحی یادداشت میں شعوری طور پر حاصل شدہ تمام معلومات جمع ہوتی ہیں جن کو نئے سرے سے تازہ کیا جاسکتا ہے۔دوسری طرف، انٹروورٹڈ (اندرون کردہ) یادداشت ایسی معلومات یا امور پر مشتمل ہوتی ہے جو ہمارے ذہن میں پہلے سے ذخیرہ شدہ ہوتے ہیں اور بوقت ضرورت خود کار طریقے سے بغیر سوچے سمجھے استعمال کیے جاتے ہیں مثلاً سائیکلنگ، تیراکی، سکینگ، موسیقی کا آلہ بجانا یا غیر ملکی زبان کے استعمال میں الفاظ اور گرائمر کا خود کار استعمال وغیرہ۔مختلف شعبہ ہائے علوم کے نقطہ نظر کے مطابق یادداشت کی مختلف طریقے سے تعریف کی جاتی ہے اور عام طور پر یادداشت کے تصور کی وضاحت استعاروں اور تمثیلات سے کی جاتی ہے۔اس تناظر میں نیدرلینڈ کی گرونجن یونیورسٹی میں نفسیات اور فلسفہ کے نظریات کی بنیاد پر یادداشت کے متعلق تحقیق کرنے والے ڈوڈ رائسما کا حوالہ دینا مناسب ہوگا جو یادداشت کو ایک مجازی جگہ سے تشبیہ دیتا ہے۔ڈرائسما یادداشت کو ایک بڑے، روشن اور صاف ستھرے کمرے کی طرح فرض کرتا ہے جس میں اونچی کھڑکیوں سے روشنی آتی ہے۔اس کمرے میں دیوار گیر الماریوں میں ہماری یادیں ترتیب سے رکھی ہیں، ان کی فہرست بنتی ہے اور روزانہ کی بنیاد پر درج ہوتی ہیں، یعنی بہت احتیاط سے محفوظ ہوتی ہیں۔آپ نہایت پرسکون طریقے سے اس کمرے میں جائیں اور الماری سے ایک کتاب یا فولڈر نکالیں۔آپ اس فولڈر کی ڈوری کھولتے ہیں، صفحات کو پلٹتے ہیں اور جلد ہی اپنی مطلوبہ معلومات حاصل کرلیتے ہیں۔آپ میز کی طرف بڑھتے ہیں اور یادداشت کے اس خزانے کو میز کی چمکتی ہوئی سطح پر پھیلاتے ہیں۔اب آپ تسلی سے جتنا وقت چاہتے ہیں بیٹھ جائیں۔یہاں پرسکون ہے، کوئی آپ کو پریشان نہیں کرے گا۔جب آپ اپنی پسندیدہ یادداشت کو پڑھ لیں تو صفحات کو دوبارہ جمع کریں، فولڈر باندھیں اور اسے واپس الماری میں رکھ دیں۔اب آپ ایک دفعہ پھر کمرے کا بنظر غائر جائزہ لیتے ہیں، آپ کی نگاہیں یادوں کی مبہم چمکتی ہوئی جلدوں پر سے گزرتی ہیں اور پھر آپ اپنے پیچھے اس یقین کے ساتھ دروازہ بند کردیتے ہیں کہ آپ کے اگلے دورے تک کوئی بھی چیز چھونے نہیں پائے گی۔کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ اس کمرے میں

جب تک کہ آپ اندر نہ ہوں کوئی داخل نہیں ہوسکتا(۵)۔

تاہم ڈرائسما کے تصور کے برخلاف یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ہماری یادداشت میں محفوظ یادیں اور معلومات ہمیشہ اس باقاعدگی اور ترتیب سے بآسانی دستیاب نہیں ہوتیں۔بعض اوقات کسی غیر متوقع وقت پر کسی یادگار (کوئی تصویر، کتاب، لفظ یا جملہ، وغیرہ) سے سامنا ہونے پر ہماری یادداشت ایک ناقابل فہم اور بہت زیادہ پیچیدہ طریقے سے کارروائی کرتی ہے جس میں ماضی کا دروازہ اچانک کھلتا ہے اور پرانی یادوں کی جھلک دکھائی پڑتی ہے۔لہٰذا، یہ کہا جاسکتا ہے کہ انسان اپنے اردگرد کے ماحول سے جو کچھ بھی سنتا، دیکھتا، چکھتا، سونگھتا یا محسوس کرتا ہے، وہ ایک غیر ارادی یاد بن جاتی ہے اور یادداشت کی لامتناہی گہرائیوں میں ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جاتی ہے۔یہاں یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ یاد رکھنے کی صلاحیت کے ہم پلہ بھول جانے کا عمل بھی اپنی جگہ اہم کردار کا حامل ہے(۶)۔

بھول جانے کے عمل میں حافظہ یا یادداشت کو از سرِنو تعمیر اور ترتیب دینا پڑتی ہے۔یادداشت کے محققین میں سے ایک ادبی محقق اسٹر یڈ ایرل(۷) کہتا ہے کہ یاد رکھنا ایک ایسی کامیابی اور اہلیت ہے جو بھول جانے کے عمل سے جڑی ہوتی ہے اور ہماری یادیں، تجربات، اور حاصل کردہ معلومات، فراموشی کے سمندر میں چھوٹے چھوٹے جزیروں کی مانند ہوتی ہیں۔لہٰذا یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ بھول جانا ایک ضابطہ وقانون کی مانند ہے جبکہ یاد رکھنا کسی ضابطے وقانون سے مبرا و بے گانہ عمل ہے اور بھول جانا بھی یاد رکھنے کی طرح اہم طبعی و معاشرتی کردار کا حامل ہوتا ہے۔ہم اپنی روزمرہ زندگی میں کچھ ایسے جملے استعمال کرتے ہیں جو ہماری یادداشت کے ان دو اہم پہلوؤں یعنی یاد رکھنے اور بھول جانے کی وضاحت کرتے ہیں جیسے ''ہاں، مجھے یاد ہے''، ''نہیں مجھے یاد نہیں/ یاد نہیں آرہا''، ''میں نے اس کے بارے میں سوچا بھی نہیں تھا''، ''کیا واقعی ایسا ہے؟'' مثال کے طور پر، غیر ملکی زبان کے کچھ الفاظ اور جملے کسی موقع کی مناسبت سے فوری طور پر ہمارے ذہن میں تو آتے ہیں مگر ہمیں ہچکچاہٹ کا شکار کردیتے ہیں اور ان کی ادائیگی ہماری زبان کی نوک تک نہیں پہنچ پاتی جبکہ بعض اوقات ایسے جملے ضرورت کی صورت میں ہمارے ذہن میں بآسانی آجاتے ہیں۔تو پھر فرد کیوں بھول جاتا ہے، وہ کیوں یاد نہیں رکھ سکتا؟ اس کی تین وجوہات ہوسکتی ہیں: اول، معلومات کو صرف اس وجہ سے فراموش کردیا جاتا ہے کہ اس کی تکرار نہیں کی جاتی ہے اور تبادلہ خیالات میں اس کا تذکرہ نہیں کیا جاتا ہے۔دوم، چونکہ معلومات/ واقعات دوسرے حالات سے ملتے جلتے ہیں، لہٰذا دماغ ان کو محفوظ کرنا مناسب نہیں سمجھتا ہے۔یہاں سب سے اہم عوامل میں سے ایک کسی فرد کا غیر ملکی زبان کو دل سے نا اپنانا ہوسکتا ہے۔تیسری وجہ یہ ہے کہ کوئی فرد تجربات و معلومات کو خاص طور پر سیکھنے کے عمل کے دوران، انفرادی رکاوٹوں کی وجہ سے فراموش کرسکتا ہے یا دبا سکتا ہے۔

مثال کے طور پر: 1۔فرائڈ کے مطابق، جذباتی دنیا کے ناگزیر معاملات جیسے خوف، اضطراب اور پریشانی، 2۔غیر ملکی زبان کو مادری زبان کے برعکس لسانی اور ثقافتی دونوں طرح سے نامعلوم اور ناموافق تصور کے طور پر قبول کرنا، 3۔روکنا: کچھ واقعات اور معلومات کا دوسرے واقعات اور معلومات کی بازیافت میں مداخلت کرنا خصوصاً طلبا کا کسی زبان سیکھنے کے دوران اس زبان کے بارے میں مختلف خدشات کے باعث نفسیاتی طور پر خود کو بند کرلینا۔اندرون کردہ (انٹرنیلائزڈ) تجربات اور معلومات ہمارے حافظہ کے ذریعے، جو معنی خیز اور مفید ہونے کے ساتھ مشکل اور پیچیدہ بھی ہے، ہمارے ذہن کے

گوشوں میں مختلف ہدایات کے ساتھ محفوظ کر لئے جاتے ہیں اور پھر بعد میں کسی وقت منظر عام پر آجاتے ہیں (۸)۔

اس تناظر میں، ہماری یادداشت بعض اوقات مغلوب یا زہریلی ہوسکتی ہے یا اس کے برعکس، ہمیں الجھن اور مایوسی سے بچاتی ہے۔ لہٰذا، یہ کہا جاسکتا ہے کہ یادرکھنے اور بھول جانے کا عمل دراصل ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں اور یہ کہ بھول جانے کے عمل میں بھی یادرکھنے کی طرح مثبت اور منفی دونوں پہلو موجود ہوتے ہیں۔ بے شک، ہم غیرملکی زبان کی تعلیم میں منفی پہلوؤں کا زیادہ سے زیادہ تجربہ نہیں کرنا چاہتے ہیں۔ نتیجے کے طور پر ہم وضاحت کرسکتے ہیں کہ یادداشت کا ہمارے ذہنوں میں یادرکھنے اور بھول جانے کے تصورات سے گہرا تعلق ہے اور ان کے درمیان اس تعلق کی وجہ سے ہم اس کی متغیر ساخت کو ریکارڈ کرنے، محفوظ کرنے، تعمیر نو کرنے اور وضاحت کرنے یا اس کے معنی تبدیل کرنے، دبانے، عارضی طور پر ناپسندیدہ ریکارڈ حذف کرنے یا انہیں قابل قبول بنانے کے ایک اہم ذریعے کے طور پر بیان کرسکتے ہیں۔

جان آسمان (۹) اس بات پر زور دیتا ہے کہ فرد کی صلاحیت کی بجائے ثقافتی و بیرونی حالات اس بارے میں اہم اور فیصلہ کن کردار ادا کرتے ہیں کہ یادداشت میں کیا شامل ہے، اسے کس طرح منظّم کیا جاتا ہے اور اسے کب تک برقرار رکھا جاسکتا ہے۔ اس تناظر میں وہ بیرونی جہت کے مطابق یادداشت کی چار گروہوں میں درجہ بندی کرتے ہیں۔

1۔ مائیمیٹک یادداشت تقلید کے نتیجے میں حاصل کردہ رویوں کا احاطہ کرتی ہے اور ہماری روزمرہ زندگی میں بہت سے طرز عمل تقلید سے متعلق عادات اور قواعد پر مبنی ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر، کھانا پکانا، کمپیوٹر کا استعمال، خط تحریر کرنے جیسے اقدامات ہماری مائیمیٹک یادداشت میں طرز عمل کے مختلف زاویوں کو ظاہر کرتے ہیں۔

2۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اشیاء کی یاد ہمارے اردگرد کی اشیاء (گھر، گلی، کپڑے، مختلف اوزار وغیرہ) کا احاطہ کرتی ہے اور اس تناظر میں خود انسان کی عکاسی کرتی ہے۔ یہ آپ کو آپ کے ماضی، آپ کے آباؤاجداد اور زمانہ حال میں ماضی کے مختلف ادوار کی یاد دلاتا ہے۔ مثال کے طور پر ٹائپ رائٹر، گراموفون، کارڈ پوسٹل، خط۔ وغیرہ کے ذریعے ماضی کی کسی یاد کا سامنے آنا۔

3۔ ابلاغی یادداشت اس وقت تشکیل پاتی ہے جب کوئی شخص تبادلہ خیالات کے نتیجے میں بولنے/متفق ہونے کی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔ اس لیے ایک فرد کے دوسرے افراد کے ساتھ تعامل میں شعور اور یادداشت اہم کردار ادا کرتی ہے۔، خاص طور پر غیرملکی زبان کی تدریس میں تازہ ترین موضوعات کا انتخاب، اور کلاس روم کے ماحول میں ان موضوعات پر بحث وتحیث اس قسم کی یادداشت کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔

4۔ ثقافتی یادداشت ایک ایسی قسم ہے جہاں باقی تین اقسام کی یادداشت تکمیل شدہ حالت میں ملتی ہیں۔ جب معمول کی تقلید ''روایت'' کا درجہ حاصل کرلے، یعنی جب ان کا مقصدی معنی سے بالاتر کوئی معنی ہو تو وہ ثقافتی یادداشت کے دائرے میں داخل ہو جاتی ہیں۔ ادبی کام، یادگاریں، مجسمے، عجائب گھر اور علامات کو ثقافتی پیغام کے ابلاغ اور حیات نو کیموثر ذرائع کی امثال کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے (۱۰)۔

ماہر عمرانیات ہیرالڈ ویلزر، جوسن ۲۰۰۰ء سے ہنور یونیورسٹی میں اپنی ٹیم کے ساتھ یادداشت پر تجرباتی مطالعہ کر رہے ہیں یادداشت کی نشوونما کی بنیاد حیاتیاتی، نفسیاتی اور معاشرتی ارتقا پر رکھتے ہیں۔ وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ

یادداشت خاص طور پر لوگوں کے درمیان تعلقات اور تبادلہ خیالات کے ذریعے تشکیل پاتی ہے، یہ وقت کے ساتھ ساتھ پروان چڑھتی ہے، یعنی اس کی ساخت ''متحرک'' ہوتی ہے۔ ویلز راور ان کی ٹیم اس بات پر زور دیتے ہے کہ یاد رکھنے کے لئے گروہوں اور افراد کی زبان اور جذبات واحساسات کی دنیا بہت اہم کردار ادا کرتی ہیں اور جذبات حالات سے جڑے ہوتے ہیں۔ اس لیے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ غیر ملکی زبان کی تدریس میں زبان کا احساس جتنا مضبوط ہوگا، اس زبان کے بارے میں معلومات اتنی ہی مضبوط اور مستقل ہوں گی۔ اسی طرح کیمبین یونیورسٹی کے ادبی سائنسدان اسٹریڈ ایرل زبان کی خصوصیات کے لحاظ سے یاد اور یادداشت کے تصورات کے ساتھ یادداشت کے تعلق پر بحث کرتے ہیں۔ ایرل (۱۱) کے مطابق، یاد رکھنا ایک عمل ہے اور حاصل کردہ معلومات بیان کردہ تجربات کا اظہار ہے۔ لہٰذا، یادداشت کی ساخت بدلتی رہتی ہے اور یہ اپنے آپ کی مسلسل تجدید کرتی رہتی ہے۔ کسی طالب علم کا کسی نئی زبان کے بارے میں شوق و احساس کلاس روم کے ماحول میں غیر ملکی زبان کی تدریس یا گروپ سرگرمیوں میں استعمال ہونے والے مختلف مواد کے ساتھ بڑھتا ہے۔

اوپر بیان کئے گئے خلاصہ معلومات کی روشنی میں یہاں پر خاص طور پر غیر ملکی زبان کی تدریس میں ادبی نصوص کے استعمال کے حوالے سے یاد رکھنے اور بھول جانے کے تصورات کا ذکر کرنا نہایت مناسب ہوگا۔

افراد کی ابلاغی یادداشتوں میں محفوظ تجربات، کہانیاں یا وجدان ایک اچھے مصنف کے تجربے اور مہارت کی بدولت لکھی گئی موثر ادبی تحریروں کے ذریعے اجتماعی یادداشت کی عکاسی کر سکتے ہیں (۱۲)۔

ثقافتی اور قومی تشخص کی تعلیم کے لحاظ سے تدریس اور سیکھنے کے عمل میں ادبی نصوص کا یقیناً اہم کردار ہے۔ تو یہ کیوں اہم ہے؟ ''ثقافتی، ادبی متن'' کا تصور کسی برادری کے اصولوں اور اقدار کی طرف اشارہ کرتا ہے اور ان کی مشترکہ شناخت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اس طرح کسی غیر ملکی زبان کی تدریس میں استعمال ہونے والے ادبی متن کی مختلف اصناف (پریوں کی کہانیاں، نظمیں، مختصر کہانیاں وغیرہ) نہ صرف طالب علم کے زبان سیکھنے کے عمل میں بلکہ ایک لحاظ سے اس ملک کے کثیر الجہتی معاشرتی، ثقافتی اور معاشی پس منظر کو یکجا کر کے اس کی یادداشت کی تسکیل میں مدد کرتی ہیں۔ خطوط، سیرت نگاری، سوانح عمری اور یادداشتوں کی شکل میں لکھے گئے یادداشتی ادب کا جائزہ مختلف معاشروں کی اجتماعی یادداشت میں محفوظ تباہی کے ادوار کی بھی عکاسی کرتا ہے (۱۳)۔

بلاشبہ طلبا کے کسی نئی زبان کو اپنانے اور انٹرنلائز کرنے کی صلاحیت کا انحصار ایک طرح سے اس بات پر ہے کہ ان کا ابلاغی اور ثقافتی دونوں طرح کی یادداشت کی نشوونما کے لئے رسالوں، اخبارات، فلموں، ٹی وی سیریز، موسیقی اور کھیلوں جیسے ابلاغی مواد کے مسلسل استعمال کا دورانیہ کیا ہے۔ اگر ہم ان ابلاغی مواد میں کسی ادبی کام پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ادبی متن کا استعمال یاددہانی کے طور پر کام کرتے ہوئے محفوظ اور ذخیرہ شدہ معلومات کو ظاہر کرتا ہے اور غیر ملکی زبان کے بارے میں علم کو تازہ کرتا ہے۔ جب ہم ادب کو یاد کے ذریعے دیکھتے یا پرکھتے ہیں تو اس موقع پر یاد موضوع ہوتی ہے جس کی بدولت ادب پروان چڑھتا ہے اور تجربے اور روایتی علم کے ساتھ تصاویر، افسانوں، حکایات، آلات، اشکال، زبان کے نمونوں اور منظر ناموں کے ذریعے قارئین کو منتقل ہوتا ہے۔ لہٰذا، غیر ملکی زبان کی تعلیم میں استعمال ہونے والے ادبی

نصوص ایک ''اہم کردار'' ثابت ہو سکتے ہیں۔ طالب علم ان کی مدد سے اپنی ضروریات اور قابلیت کی عکاسی کر سکتا ہے، اپنی کمیوں اور خامیوں کو دور کر سکتا ہے اور گروہی کام (گروپ ورک) کے تناظر میں ہمدردی کا اظہار کر سکتا ہے۔ لہٰذا، الفاظ، گرائمر، جملوں کے نمونوں اور ثقافتی معلومات کو ادبی متن کے ذریعہ بآسانی یادداشت میں محفوظ کیا جا سکتا ہے۔

اس طرح یادداشت اور ادب کے محققین کے مطابق:

ادب کی تشکیل ایک طرح سے یادداشت کی پیداوار ہے جو علامتی طور پر ثقافتوں کی خود عکاسی کرتی ہے جس کے نتیجے میں متبادل پیدا ہو سکتے ہیں۔ یہاں اہم بات یہ ہے کہ ادبی نصوص کو نصابی مواد میں شامل کرنے کی ضرورت کے تجزیے میں اس بات پر غور کرنا ضروری ہے کہ ادبی متن کو کس شکل میں استعمال کیا جائے۔ اس تجزیے کے پیش نظر موثر اور جاندار ادبی متن کو نصاب میں شامل کیا جانا چاہئے۔ اسی طرح اگر غیر ملکی زبان کی تدریس کو علامتوں اور قواعد کے نظام کے طور پر مدنظر رکھا جائے تو افسانوی ادبی متن کا استعمال بہت اہمیت کا حامل ہوگا۔

درحقیقت، اگر زبان ایک طرف تبادلہ خیالات کے اہم ذریعہ کے طور پر مختلف اذہان کے مابین واضح پیغام رسانی کا کام سرانجام دیتے ہوئے ایک معاشرے میں اتفاق و یگانگت کی تشکیل کا باعث ہے تو دوسری طرف زبان کے فرق کو ذہنوں کے مابین بے تعلقی اور علیحدگی کی ایک وجہ کے طور پر بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ غیر ملکی زبان سیکھنے کے خواہش مند افراد ایسے افراد کے طور پر سامنے آتے ہیں جو اس انقطاع کو ختم کر سکتے ہیں اور مختلف معاشروں کے درمیان میل جول اور ایک دوسرے کو برداشت کرنے کی صلاحیت میں اضافہ کا باعث بن سکتے ہیں۔ جب بھی کسی نئی زبان سے متعارف ہوں تو اس کے قواعد ضوابط کے نظام کو اس زبان کے سمجھنے اور سیکھنے میں ایک رہنما کے طور پر دیکھا جانا چاہئے۔

کوئی بھی فرد اپنی مادری زبان کی تشکیل و فروغ مقامی ماحولیاتی عناصر کے ساتھ اپنے قدرتی ماحول میں بآسانی کر سکتا ہے، لیکن ایک طالب علم کا غیر ملکی زبان کے طور پر اردو زبان کے حصول میں کلاس روم، نجی اسباق وغیرہ جیسے منظّم مصنوعی ماحول سے واسطہ پڑتا ہے۔

کم عمری میں کسی فرد کو نئی زبان سے متعارف کرانے کے فوائد پر بھی بحث اور تبادلہ خیال کیا جاتا ہے۔ کیا ابتدائی اسکول سے پہلے کی عمر میں جبکہ بچہ مادری زبان میں مہارت حاصل کر رہا ہوتا ہے غیر ملکی زبان کا ماحول مہیا کرنا بچے کے لئے مادری زبان کے ساتھ ساتھ غیر ملکی زبان کو اپنانے کے لئے بھی مفید ثابت ہوگا؟ ہمارے ملک میں بہت سے طلبا غیر ملکی زبان سیکھنے کے دوران سماجی اور معاشی مسائل کی وجہ سے صرف کمرہ جماعت کے ماحول میں رہ کر ہی تعلیم حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ وہ اس ملک میں جا کر زبان سیکھنے کے وسائل نہیں رکھتے۔

غیر ملکی زبان سیکھنے والے طالب علموں کو مختلف طلبا کے تبادلے کے پروگراموں کے ذریعے اپنے قدرتی ماحول میں زبانوں کا مطالعہ کرنے کی ترغیب دی جا سکتی ہے۔ کثرت سے منعقد کئے جانے والی غیر ملکی زبان سیکھنے کی سرگرمیوں کے تحت اساتذہ اور طلبا کے تبادلے کے پروگرام وغیرہ انجام دیے جا سکتے ہیں۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ طلبا کے اردگرد کے ماحول میں اردو زبان کس قدر بولی اور سنی جاتی ہے۔ طالب علموں کے اردگرد کے ماحول میں اردو زبان جتنی زیادہ بولی جائے گی، اور کسی طالب علم کی یہ زبان سیکھنے میں جتنی تعریف اور

حوصلہ افزائی ہوگی اردو زبان سیکھنے کا رجحان بھی یقیناً بڑھے گا۔

اگر ہم تدریسی مرحلے کے دوران اردو زبان کو زیادہ سے زیادہ فطری بنا سکیں اور اردو زبان کو مادری زبان سے مختلف قواعد کے پیچیدہ مجموعے کے طور پر پیش کرنے کے بجائے طلبا کو سیکھی ہوئی زبان کی اہمیت اور ضرورت کے بارے میں مناسب طریقے سے سمجھا سکیں تو ہم اردو زبان کے لئے ان کی ترغیب میں اضافہ کرنے کے ساتھ زبان کے بارے میں ان کے نقطہ نظر کو مثبت طور پر تبدیل کر سکتے ہیں۔

زبان سیکھنے کی مہارت کے حصول میں ایک اہم عنصر بلاشبہ مطالعہ کی عادت ہے جس کا اطلاق اردو پر بھی ہوتا ہے۔ مطالعہ کی مختلف تعریفیں کی جاتی ہیں۔ گوکایا(۱۴) مطالعہ کی تعریف تحریری معلومات اور خیالات کو سمجھنے اور سمجھانے کے عمل کے طور پر کرتا ہے۔ بے شک افراد میں پڑھنے کی عادت کم عمری میں ہی حاصل کی جانی چاہئے جس میں والدین اور اساتذہ کی بہت بڑی ذمہ داری ہوتی ہے۔

اساتذہ کو طلبا کو کتابیں پڑھنے کی ترغیب دینے اور انہیں ان کے معیار کے مطابق کتابوں کی طرف رہنمائی کرنے کے لئے پہلے خود سے کتابیں پڑھنی چاہئیں اور نئی اشاعتوں پر نظر رکھنی چاہیے۔ یہ اسی صورت ممکن ہے جب ان کو پڑھنے کی باقاعدہ عادت ہو اور وہ مطالعہ کے بارے میں مثبت رویہ رکھتے ہوں(۱۵)۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ غیر ملکی زبان کے طلبا کی اپنی مادری زبان میں پڑھنے کی عادات ان کی تعلیمی مہارت و قابلیت پر گہرا مثبت اثر ڈالتی ہے، ایک ایسے فرد کے لئے جو اپنی مادری زبان پر عبور رکھتا ہو غیر ملکی زبان کو سمجھنا زیادہ آسان ہوتا ہے۔ اس کا اطلاق اردو کے طلبا پر بھی ہوتا ہے۔

گوکایا کے حوالے کے ساتھ، ایر نے ذکر کیا ہے کہ غیر ملکی زبان سیکھنے میں پڑھے جانے والے الفاظ مادری زبان کے الفاظ سے کم وقت میں یادداشت میں شامل ہو جاتے ہیں۔ وہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ غیر ملکی زبان کے غیر معروف الفاظ کو موثر طریقے سے یادداشت کا حصہ بنانے کے لئے سمجھ کر پڑھنا بہت ضروری ہے(۱۶)۔

مندرجہ بالا صورت میں خاص طور پر اردو طلبا کے لیے ایسی تحریروں کا انتخاب ضروری ہے جو ان کے معیار کے مطابق ہوں۔ اساتذہ سے یہ بھی توقع کی جاتی ہے کہ وہ آسان اور عام فہم معلومات سے لے کر مشکل اور پیچیدہ اسباق پر محیط تدریسی عمل کو اپنائیں اور ایسے تحریری مواد کو ترجیح دیں جو طلبا کے لئے پڑھنے اور سمجھنے میں آسان ہو۔ کیونکہ اس صورت میں پڑھنے کے دوران حاصل شدہ معلومات، الفاظ و معانی کا یادداشت میں طویل عرصے تک رکھنا سمجھے بغیر پڑھنے کی نسبت زیادہ آسان اور دیرپا ہو جائے گا۔

اس لئے خصوصاً اردو کے طلبا کو مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہیے۔ اساتذہ کو بھی اپنے طلبا کی اجتماعی اور انفرادی مطالعاتی سرگرمیوں کے لئے حوصلہ افزائی کرنا چاہئے۔ تاہم اس بات کو نظر انداز نہیں کیا جانا چاہئے کہ طلبا کی ذہانت کی مہارت مختلف ہوتی ہے اور ان سرگرمیوں میں ان کی انفرادی خصوصیات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کا احترام کیا جانا چاہئے۔

اردو زبان میں مہارت کے لیے بھی دوسری زبانوں کی طرح مناسب وقت اور عمل کی ضرورت ہوتی ہے۔ مطالعہ کی عادت سیکھنے کے عمل کو تیز کرنے اور تقویت دینے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ مطالعہ جتنا وسیع تر ہوتا جائے گا اسی

حساب سے غیر ملکی زبان کی سمجھنے اور بولنے کی صلاحیت بڑھتی جاتی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ مسلسل مطالعہ سے لکھنے کی صلاحیت میں بھی مثبت طور پر نکھار پیدا ہوتا ہے۔اس طرح مطالعہ زبان سیکھنے کے دیگر تین عناصر یعنی بولنے، سننے اور لکھنے میں بہتری کو بھی یقینی بناتا ہے۔

مطالعہ کی صلاحیت کو خراب کرنے اور اس میں رکاوٹ پیدا کرنے کے سب سے اہم ذرائع ناکافی الفاظ کا ذخیرہ اور تحریری متن کے سماجی وثقافتی ماحول سے لاعلمی ہوتے ہیں۔اگر طلبا کسی متن میں لکھی اور کہی گئی باتوں سے واقف ہوں تو وہ زیادہ آسانی سے سمجھ سکتے کہ کیا لکھا اور کہا گیا ہے۔اس سلسلے میں خاص طور پر طلباء کو اردو زبان میں پڑھنے کی عادت ڈالنے میں زبان کی ثقافت کی عکاسی کرنے والے ادبی متن کا استعمال زیادہ مفید ہوسکتا ہے۔گرینل اور سوان کی بیان کردہ مطالعہ کی مہارت کے لیے موثر سرگرمیاں درج ذیل ہیں۔ ہر لفظ کے معنی تلاش کرنے کے بجائے عام خیال کو سمجھنے کی کوشش کرنا۔اگر کسی خاص مقصد کے لئے ضروری معلومات چاہییں تو پوری عبارت کو پڑھنے کے بجائے اس خاص مقصد کے لئے پڑھنا۔کسی مضمون کو پڑھنے سے پہلے، اس بارے میں سوچنا کہ ہم اور ہمارے آس پاس کے لوگ اس موضوع کے بارے میں کیا جانتے ہیں، مراد ظاہر کرنا، اور اس بات کے بارے میں اندازہ لگانے کے قابل ہونا کہ مصنف بالواسطہ طور پر بیان کیے گئے نقطہ نظر سے کیا مراد رکھتا ہے۔

عمومی تناظر میں اشاروں کا استعمال کرتے ہوئے نامعلوم الفاظ اور فقروں کے بارے میں اندازہ لگانا؛ خاص طور پر پیچیدہ جملوں کو آسان الفاظ میں ڈھال کر مصنفین کے اسلوب کو سمجھنے کی کوشش کرنا(۱۷)۔

مندرجہ بالا معلومات کی روشنی میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی متن کو سمجھنے کے لئے اس کے تمام الفاظ کو جاننے کی ضرورت نہیں ہوتی۔اگر قاری پڑھے گئے متن کی عمومی تفہیم کرسکتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ مطالعہ کی صلاحیت اپنا کام کر رہی ہے۔خاص طور پر غیر ملکی زبان میں الفاظ کی کمی پڑھنے کے عمل کو سست کرسکتی ہے اور طالب علم میں ہچکچاہٹ اور مایوسی کا سبب بن سکتی ہے۔ایسے معاملات میں عام طور پر متن کے بارے میں ابتدائی معلومات حاصل کرنا زیادہ مناسب ہوتا ہے بجائے اس کے کہ متن کو لفظ بہ لفظ سمجھنے کی کوشش کی جائے۔

نتیجے کے طور پر اس بات کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ اردو کے طلبا کو ان کی مادری اور غیر ملکی دونوں زبانوں میں پڑھنے کی عادت ڈالنا ضروری ہے۔طلبا کو درپیش سب سے بڑی مشکلات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اردو میں اپنے ہم مخاطبوں سے کسی موضوع پر بات کرتے ہوئے فوری جواب نہیں دے پاتے۔اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ایسے طلبا میں مطالعہ کا رجحان ناکافی ہوتا ہے۔اگر اردو زبان میں تعلیم صرف نصابی کتابوں کے ذریعے ہی دی جائے تو تعلیم کی متوقع کارکردگی مطلوبہ سطح سے نیچے رہتی ہے۔لہٰذا اس کے حل کے لئے مطالعہ کی سرگرمیوں میں اضافہ کیا جانا چاہئے اور طالب علم کے درجہ ومعیار کے مطابق مناسب ذرائع سے مطالعہ متن کا انتخاب کیا جائے۔

ترکی اور پاکستان کے درمیان جغرافیائی فاصلہ بھی مطالعہ کے تناظر میں ایک اہم مواصلاتی رکاوٹ کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔اس سلسلے میں پاکستان میں اردو ادب کے کورسز کی پیشکش سے ترکی کے طلبا کو اردو زبان کو زیادہ بہتر طریقے سے سیکھنے اور سمجھنے کے مواقع میسر آسکتے ہیں۔چونکہ ادب اور زبان سماجی اور ثقافتی فروغ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، اس

لیے غیر ملکی زبان وادب کے سیکھنے کی بدولت طالب علم اس غیر ملکی ثقافت کی دنیا میں داخل ہو جاتا ہے اور غیر ملکی ثقافت میں فکری طور پر کام کرنے کی صلاحیت حاصل کرتا ہے۔اس کے ساتھ طالب علم فکری بلند نظری سے بھی آگاہ ہوتا ہے مثال کے طور پر عالمی نقطہ نظر، تخیل کی بلندی اور انفرادی سوچ میں تبدیلی۔ ہمارے ملک میں جہاں اردو زبان سیکھنے والے کے لئے اردو بولنے والے جغرافیائی علاقے میں جانا آسان نہیں ہے، وہاں غیر ملکی زبان کے کورس کو نئی شکل دی جا سکتی ہے۔اس تناظر میں نصوص کا اچھا انتخاب زبان کی مہارتوں کے حصول میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔

References

1. Tezel, Damla . (2012). Dil gretiminin Tekinsiz Alani. *The 12th International Language, Literature and Stylistics Symposium,* Volume 2, P.641-644 Edirne, Trakya University. Page 642.
2. Kucukler. (2011). *Ali (Antik Hint ve Yunan Uygarlklar Arasnda Bir Etkilesim Ornegi:Krishna-Herakles.* Sosyal Bilimler Enstitüsü Dergisi. 30, 2011/1. P 27-35, Page 28.
3. Eyuboglu, Ismet Zeki. (2004), *Turk Dilinin Etimolojik Sozlugu.* Sosyal Yayinlar, Istanbul. Page 83-84.
4. Kismir, Gonca (2021). *Bellek ve Animsama. Kriter Yay.* Istanbul. Page 1-2.
5. Draaisma, Douwe (2015). *Ununtmanin Kitabi. Ruyalarimizi Neden Hemen Unuturuz, Anilarimiz Neden Sürekli Degisir.* Translator Dilman Muradoglu. Yapi Kredi Yayinlari. Istanbul. Page 9.
6. Kismir, Gonca (2021). *Bellek ve Animsama.* Kriter Yay. Istanbul. Page 3.
7. Erll, Astrid (2005). *Kollektives Gedchtnis und Erinnerungskulturen.* Walter de Gruyter, Stuttgart/Weimar. Page 7.
8. Lenz, Siegfried (1996). *Uber das Gedchtnis: Reden und Aufstze.* Deutscher Taschenbuch Verlag, Munchen. Page 8.
9. Assmann, Jan (2015). *Kulturel Bellek, Eski Yuksek Kulturlerde Yaz, Hatrlama ve Politik Kimlik.* Translator Ayse Tekin. Ayrinti Yayinevi, Istanbul. Page 26.
10. Ibid. Page 27-28.
11. Erll, Astrid (2005). *Kollektives Gedchtnis und Erinnerungskulturen.* Walter de Gruyter, Stuttgart/Weimar. Page 7.
12. Kismir, Gonca (2017). *Uwe Timm'in Kardesmin Orneginde Bellek Yansimalari.* DTCF Dergisi/Journal 57.1 p. 257-273. Page 258.
13. Kismir, Gonca (2019). *Reconstruction of The Past in Gunter Grass's Crabwalk. DTCF Dergisi*/Journal 59.1 p.217-228. Page 220.

14. Gkkaya, Halime (2012). *Ogrencilerin Anadil ve Yabanci Dildeki Okuma Aliskanliklarinin Yabanci Dile Katkisi*. The 12th International Language, Literature and Stylistics Symposium volume 2, P.548-552 Edirne, Trakya University. Page 548.
15. Bozpolat, Ebru (2010). *Ogretmen Adaylarinin Okuma Aliskanligina Iliskin Tutumlarinin Degerlendirilmesi*. Journal of World of Turks. Volume 2 (1) p. 411-428. Page 413.
16. Er, Abdullah (2005). *Yabanci Dil Ogretiminde Okuma*. Journal of Kazim Karabekir Education Faculty. 12 p.208-218. Page 216.
17. Gkkaya, Halime (2012). *Ogrencilerin Anadil ve Yabanci Dildeki Okuma Aliskanliklarinin Yabanci Dile Katkisi*. The 12th International Language, Literature and Stylistics Symposium volume 2, P.548-552 Edirne, Trakya University. Page 550.